بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

اشتیاق احمد ظلی

گذشتہ شمارہ میں قرآنیات کے میدان میں تحقیقات کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں مجموعی طور پر جو تصویر ابھر کر سامنے آئی تھی اسے کسی طرح بھی حوصلہ افزا اور اطمینان بخش نہیں کہا جا سکتا۔ واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی عظمت اور اس کے مقام کو دیکھتے ہوئے قرآنی تحقیقات کمیت اور کیفیت دونوں ہی نقطۂ نظر سے قطعاً ناکافی اور غیر تسلی بخش ہیں۔ قرآن پر تدبر و تفکر اور قرآنیات پر بحث و نظر اور تحقیق و تفتیش کے باب میں جو بنیادی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے ہم اس کا حق ادا نہیں کر پا رہے ہیں۔ ظاہر ہے جب اس سلسلہ میں خود مسلمان ہی ایسی غفلت اور کوتاہی کے شکار ہیں جن کی دین و دنیا دونوں ہی کی صلاح و فلاح اور سعادت و کامرانی کا تمام تر انحصار ان کے اس مقدس کتاب سے تعلق کی نوعیت اور اس کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق زندگی اور معاشرہ کی تعمیر و تشکیل پر ہے تو پھر دوسروں سے کیا امید اور کیسا شکوہ؟ دنیا کے مختلف گوشوں اور خطوں میں رہنے بسنے والی قومیں اور ان کے دانشور تو صرف اسی صورت میں اس مقدس کتاب کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر غور و فکر کی ضرورت محسوس کریں گے جب مسلم معاشرہ اس کی ابدی اور آفاقی تعلیمات کے سانچے میں ڈھل جائے اور ان کی زندگیاں اس کی صداقتوں کا جیتا جاگتا نمونہ بن جائیں۔ پھر نظری اور عملی دونوں پہلوؤں سے دوسرے تمام نظامہائے حیات کے مقابلہ میں قرآنی تعلیمات کی برتری ایک ایسی حقیقت واقعہ کی شکل اختیار کر لے گی جس سے نظریں چرانا ممکن نہیں رہ جائے گا۔ ورنہ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ جہاں تہاں کچھ لوگ محض علمی دلچسپی کے طور پر اس کے بعض پہلوؤں سے متعلق تحقیق و تفتیش کرتے رہیں گے اور وہ بھی زیادہ تر ہدایت و سعادت کی تلاش و جستجو کے بجائے

عیب جوئی اور نکتہ چینی کے مقصد سے جیساکہ تحریک استشراق کے زیر اثر ہونے والے کاموں کے محرکات و نتائج کے بارے میں سب کو معلوم ہے۔ اس طرح یہ مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ عملی میدان میں قرآنی تعلیمات کی پیروی کے ساتھ ساتھ علمی سطح پر بھی قرآنیات پر غور و فکر اور بحث و نظر کے لیے فضا کو سازگار بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

اگرچہ اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ صورت حال کے سلسلہ میں بنیادی ذمہ داری خود ہماری بے عملی اور بے حسی پر عائد ہوتی ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ علمی سطح پر بعض اسباب اور موانع اور بھی ہیں جن کے باعث جدید ذہن قرآنی موضوعات پر تحقیق میں خاطر خواہ دلچسپی نہیں لیتا۔ اگر ان موانع کو دور کرنے کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں تو توقع کی جاسکتی ہے کہ علمی سطح پر اس کے مثبت اثرات محسوس کیے جائیں گے اور بحیثیت مجموعی اس کے خوش گوار نتائج برآمد ہوں گے۔

ان موانع میں سرفہرست قرانیات پر کتابیاتی مواد کی کمی ہے۔ عصر حاضر میں کتابیات کے فن نے غیر معمولی ترقی کی ہے اور اس کے نتیجہ میں مختلف موضوعات پر علم و تحقیق کی تازہ ترین صورت حال پوری طرح منضبط شکل میں دستیاب ہے۔ ایک طالب علم کے لیے یہ معلوم کرنا کہ کسی خاص موضوع پر دنیا میں کہاں کہاں اور کیا کچھ کام ہو چکا ہے اب کچھ مشکل نہیں رہ گیا ہے اور اس قسم کی معلومات کی فراہمی کم از کم ترقی یافتہ ممالک کی حد تک لائبریری سسٹم کی بنیادی ذمہ داریوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اس سے طلبہ و محققین کا کام کتنا آسان ہو جاتا ہے اور ان کو علمی کوہ کنی کے کتنے جان لیوا اور روح فرسا مراحل سے نجات مل جاتی ہے اس کا اندازہ بآسانی کیا جاسکتا ہے۔ اس سہولت سے ابھی تک قرآنیات کے طلبہ بڑی حد تک محروم ہیں۔ ایسا تو نہیں ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی کام ہی نہیں ہوا ہے۔ مختلف اداروں نے حالیہ برسوں میں اس موضوع کی طرف توجہ دی ہے۔ اس ضمن میں معجم مصنفات القرآن، قرآنی تراجم کی عالمی ببلوگرافی، اردو تراجم قرآن، جائزہ تراجم قرآن، مسلم ورلڈ بک ریویو کے شمارے، خصوصاً اس کے ضمیمے اور قرآن نمبر، اور مجلہ علوم القرآن میں بالاقساط شائع ہونے والے قرآنی مضامین کے اشاریہ کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ یہ سب اور بعض دوسرے منصوبے

جو ابھی تیاری کے مراحل میں ہیں اور جن کے مستقبل قریب میں سامنے آنے کی بجا طور پر توقع کی جا سکتی ہے، بہت کچھ قابل قدر اور لائق ستائش ہونے کے باوجود زیادہ سے زیادہ ایک ابتدا، اور بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قرآنیات سے متعلق عظیم الشان، مختلف النوع اور کثیر الاطراف لٹریچر کا جائزہ اور اس کے متعلق تازہ ترین صورت حال کے مطابق مستند اور معیاری کتابیاتی معلومات کی تیاری اور فراہمی کا کام ایک زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے قرآنیات پر تحقیق کے فروغ کے لیے اس کمی کا سد باب ضروری ہے، اس کے بغیر نہ تو قرآنیات پر تحقیق کے لیے مناسب علمی فضا تیار ہو سکتی ہے اور نہ ہی عام طور پر قرآنی تحقیقات اس معیار سے ہم آہنگ ہو سکتی ہیں جس کا جدید تحقیقی مزاج مقتضی ہے۔ بلاشبہ ہماری بعض علمی شخصیات ان لوازم کے بغیر اور ان موانع کے باوجود نہایت اعلیٰ پایہ کی تحقیقات انجام دے رہی ہیں، لیکن اس سلسلہ میں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ ان کا شمار مستثنیات میں ہوگا اور ان کی بنیاد پر جو نتائج اخذ کیے جائیں گے ان سے صحیح صورت حال سامنے نہیں آسکے گی۔ اس لیے اس طرف خصوصی اور فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

گذشتہ کچھ برسوں سے خاص طور پر عرب ممالک میں اور عام طور پر پوری اسلامی دنیا میں اپنے علمی اور تہذیبی ورثہ کی بازیافت کی طرف خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ اس کا ایک نتیجہ یہ نکلا ہے کہ دوسرے موضوعات کے ساتھ ساتھ قرآنیات سے متعلق مخطوطات کی تلاش و جستجو اور مناسب تنقیح و تہذیب کے بعد ان کی طباعت و اشاعت کا کام بڑے سلیقہ اور اہتمام سے کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ مختلف قرآنی موضوعات سے متعلق بہت سی نادر و نایاب کتابیں اور تحریریں جو مختلف کتب خانوں میں صدیوں کی بے اعتنائی کی گرد کے نیچے دب کر نظروں سے اوجھل ہو گئی تھیں اب قرآنی علوم کے طلبہ کی دسترس میں ہیں۔ ان میں سے بیشتر کتابوں کی تصحیح و تہذیب معیاری اور جدید اصول تحقیق و تنقید سے ہم آہنگ ہے۔ اصلاح متن اور حوالوں کی درستگی و آراستگی کے ساتھ ساتھ یہ کتابیں عموماً ضروری اشاریوں اور ضمیموں سے بھی مزین ہوتی ہیں چنانچہ طلبہ کے لیے ان سے استفادہ بہت آسان ہو جاتا ہے اور وہ بہت کچھ زحمتوں سے بچ جاتے ہیں لیکن علوم قرآن سے متعلق

اساسی اور بنیادی اہمیت کی بے شمار کتابیں بہت پہلے سے شائع ہوتی رہی ہیں جب ان لوازم کا اہتمام ضروری تصور نہیں کیا جاتا تھا۔ ایک عام طالب علم کو، جو اس نوع کی کسی کتاب سے کسی خاص نکتہ یا موضوع کے متعلق کچھ استفادہ کرنا چاہے سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بسا اوقات اس کے لیے یہ مرحلہ ہمت شکن ثابت ہوتا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ اہم اور بنیادی کتابوں کی ایک بڑی تعداد اس ضمن میں آتی ہے۔ اس طرح کی تمام کتابوں کی جدید اصول کے مطابق از سر نو تہذیب و تنقیح اور اشاعت ظاہر ہے ایک بہت بڑا کام ہے اور اس کے لیے کثیر مادی و افرادی وسائل کے ساتھ ساتھ ایک لمبی مدت بھی درکار ہوگی، اگرچہ اس سلسلہ میں کچھ پیش رفت ہو چکی ہے اور بعض پرانی شائع شدہ کتابوں کو مناسب ترتیب و تہذیب کے بعد دوبارہ شائع بھی کیا جا چکا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک صورت شائد یہ ہو سکتی ہے کہ ابتداءً کچھ زیادہ اہم اور بنیادی کتابوں کی نشاندہی کر لی جائے اور ان کے اشاریئے اور ضروری حد تک ضمیمے تیار کیے جائیں اور پوری کتاب کا پھر سے شائع کرنا ممکن نہ ہو تو صرف انہیں اشاریوں اور ضمیموں کو علیحدہ طور پر شائع کر دیا جائے۔ یہ کام بھی اگرچہ خاصا دشوار اور وقت طلب ہے اور کتابوں سے علیحدہ اشاریوں کی اشاعت شائد کچھ عجیب بھی محسوس ہو لیکن اس کے باوجود جس حد تک بھی یہ کام ہو جائے قرآنیات پر کام کرنے والوں کے لیے ایک بڑی سہولت کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ اشاریوں کی تیاری میں البتہ یہ بات ملحوظ رہنی چاہیئے کہ افراد اور اس طرح کی دوسری تفصیلات سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ موضوعات کو پیش نظر رکھا جائے۔ اصل فائدہ اسی وقت حاصل ہو سکے گا جب موضوعاتی اشاریئے تیار کیے جائیں ورنہ محض افراد اور جگہوں کے نام کے اشاریے چنداں مفید مطلب نہیں ہوں گے۔ اگر کچھ ادارے اور باصلاحیت افراد اس طرف توجہ دیں تو یہ قرآنی علوم کی ایک بڑی خدمت ہوگی اور اس سے ایک بڑی ضرورت کی تکمیل کے لیے انشاءاللہ راستے نکلیں گے۔